مرتب:- سید عطاء المحسن بخاری

سیرت عائشہؓ کا ایک ورق

ام المومنین حبیبۂ حبیب رب العلمین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ عذراء الحمیراء رضی اللہ عنہا کی ذات قدسیہ کے بارے میں ذری تمکرز اور حوزۂ "چلیپہ" قم کے فضلات اژخائی و ہرزہ سرائی سے نہیں چوکتے آئے دن کوئی نہ کوئی اشتعلہ چھوڑتے اور نت نئے شاخسانے پیدا کرتے رہتے ہیں اور سنی کہلانے والے روٹی توڑ افسروں اور کوٹھیوں کے طواف سے ہی فرصت نہیں پاتے اس شغل میں انہیں حریف و حلیف کی پہچان بھی نہیں رہی۔ محض طبقاتی تعصب پیدا کرنا ان کے نزدیک سنّیت ہے اور بس۔ ہم نے نیا مضمون لکھنے کی بجائے ماضیٔ قریب کے استاذ الکل علامہ اقبال کے ممدوح بزرگ علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کی بلیغ کتاب سیرت عائشہ سے کچھ اقتباس جمع و ترتیب کے ذاتی عمل سے ہدیہ قارئین کر رہے ہیں اور آخر میں جناب شاہ بلیغ الدین صاحب کی ایک تاریخی تحقیق بھی جزءِ مضمون ہے جس میں جھوٹے راویوں کی نقاب کشائی کی گئی ہے اور نام نہاد عمائد اہل سنت کی تحقیق کا پول بھی کھولا گیا ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی سے لیکر قاضی مظہر حسین تک کے لوگ اس تحقیق کی زد میں آتے ہیں جنہیں ہندی و عجمی مقتدین کی عزت تو مطلوب ہے مگر صحابہ و صحابیات ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کی رداء عظمت پر پھینکے گئے اعتراضات کے رد میں "احتیاط" زیادہ مطلوب ہے کہ عدم "احتیاط" سے عجمی ستونوں کے پاش پاش ہونے کا اندیشہ ہے۔ سب سے آخر میں چند باتیں البدایہ والنہایہ سے نقل کی گئی ہیں۔ (ادارہ)

حضرت عائشہؓ کی تعلیم و تربیت کا اصلی زمانہ رخصتی کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ انہوں نے اسی زمانہ میں پڑھنا سیکھا، قرآن دیکھ کر پڑھتی تھیں[1] ایک روایت میں ہے کہ لکھنا نہیں جانتی تھیں[2] احادیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے لئے ان کا غلام ذکوان قرآن لکھتا تھا[3] اس سے یہ قیاس ہو سکتا ہے کہ وہ خود لکھنا نہ جانتی ہوں گی لیکن بعض روایتوں میں یہ مذکور ہے کہ "فلاں خط کے جواب میں انہوں نے یہ لکھا[4]" ممکن ہے کہ راویوں نے مجازاً لکھوانے کے بجائے لکھنا کہہ دیا ہو جیسا کہ ایسے موقعوں پر عموماً بولتے ہیں۔

بہرحال نوشت و خواند تو انسان کی ظاہری تعلیم ہے۔ حقیقی تعلیم و تربیت کا معیار اس سے بدرجہا بلند ہے۔ انسانیت کی تکمیل، اخلاق کا تزکیہ، ضروریات دین سے واقفیت، اسرار شریعت کی آگاہی، کلام الٰہی کی معرفت، احکام نبوی کا علم بھی اعلیٰ تعلیم ہے اور حضرت عائشہؓ اس تعلیم سے کامل طور پر بہرہ اندوز تھیں علوم دینیہ کے علاوہ تاریخ، ادب اور طب میں بھی ان کو یدِ طولیٰ حاصل تھا[5]

تاریخ و ادب کی تعلیم تو خود پدر بزرگوار سے حاصل کی تھی[6] طب کا فن ان وفود عرب سے سیکھا تھا جو گاہ گاہ اطراف ملک سے بارگاہ نبوت میں آیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمر کے آخر دنوں میں اکثر بیمار رہا کرتے تھے۔ اطبائے عرب جو دوائیں بتایا کرتے تھے حضرت عائشہؓ ان کو یاد کر لیتی تھیں۔

---

[1] صحیح بخاری باب تالیف القرآن و بلاذری، فصل خط [2] صحیح بخاری صلوٰۃ الوسطی، مسند احمد جلد ۶، صفحہ ۷۳

[3] مسند جلد ۶ صفحہ ۸۷ و ترمذی صفحہ ۳۹۷

[4] مستدرک للحاکم ذکر عائشہ فی الصحابیات

[5] ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۶۷ [6] ابن حنبل، مسند عائشہؓ صفحہ ۶۷۔

علوم دینیہ کی تعلیم کا کوئی وقت مخصوص نہ تھا۔ معلّمِ شریعت خود گھر میں تھا اور شب و روز اس کی صحبت میسّر تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وارشاد کی مجلسیں روزانہ مسجد نبوی میں منعقد ہوتی تھیں۔ جو حجرۂ عائشہؓ سے بالکل ملحق تھی اس بناء پر آپ گھر سے باہر بھی لوگوں کو جو درس دیتے تھے وہ اس میں شریک رہتی تھیں۔ اگر کبھی بُعد کی وجہ سے کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب زنان خانہ میں تشریف لاتے، دوبارہ پوچھ کر تشفی کر لیتیں[1]، کبھی اٹھ کر مسجد کے قریب چلی جاتیں[2]۔ اس کے علاوہ آپ نے عورتوں کی درخواست پر ہفتہ میں ایک خاص دن ان کی تعلیم و تلقین کے لئے متعین فرما دیا تھا[3]۔

شب و روز میں علوم و معارف کے بیسیوں مسئلے ان کے کان میں پڑتے تھے۔ ان کے علاوہ خود حضرت عائشہؓ کی عادت یہ تھی کہ ہر مسئلہ کو بے تامل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیتی تھیں اور جب تک تسلی نہ ہو لیتی صبر نہ کرتیں[4]۔ ایک دفعہ آپ نے بیان فرمایا کہ "من حُوسب عُذّب" قیامت میں جس کا حساب ہوا اس پر عذاب ہو گیا، عرض کی یارسول اللہ! خدا تو فرماتا ہے۔

فسوف یحاسب حساباً یسیراً (انشقاق)

اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔

آپؐ نے فرمایا یہ اعمال کی پیشی ہے لیکن جس کے اعمال میں جرح و قدح شروع ہوئی وہ تو برباد ہی ہوا[5]۔

ایک دفعہ انہوں نے پوچھا یارسول اللہ! خدا فرماتا ہے[6]

یوم تبدل الارض غیرالارض والسموت وبرزواللہ الواحد القھار (ابراہیم ۷)

جس دن زمین و آسمان دوسری زمین سے بدل دیئے جائیں گے اور تمام مخلوق خدائے واحد و قہار کے روبرو ہو جائے گی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ آیت پڑھی[7]

والارض جمعیاً قبضتہ یوم القیامۃ والسموت مطویات بیمینہ (رمز ۷)

تمام زمین اس کی مٹھی میں ہو گی اور آسمان اس کے ہاتھ میں لپیٹے ہوں گے۔

"جب زمین و آسمان کچھ نہ ہو گا تو لوگ کہاں ہوں گے۔" آپ نے فرمایا "صراط پر"

اثنائے وعظ میں ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ "قیامت میں لوگ برہنہ اٹھیں گے"۔ عرض کی یارسول اللہ زن و مرد یکجا ہوں گے تو کیا ایک دوسرے کی طرف نظریں نہ اٹھ جائیں گی۔ ارشاد ہوا کہ عائشہؓ! وقت عجب نازک ہو گا[8] یعنی کسی کو کسی کی خبر نہ ہو گی، ایک بار دریافت کیا کہ "یارسول اللہ! قیامت میں ایک دوسرے کو کوئی یاد بھی کرے گا"۔ آپ نے فرمایا۔ "تین موقع پر یاد کرے گا"۔ ایک تو جب اعمال تولے جا رہے ہوں گے، دوسرے جب اعمال نامے بٹ رہے ہوں گے، تیسرے جب جہنم گرج گرج کر کہہ رہی ہو گی کہ میں تین قسم کے آدمیوں کے لئے مقرر ہوئی ہوں[9]

ایک دن یہ پوچھنا تھا کہ کفار و مشرکین نے اگر عمل صالح کیا ہے تو اس کا ثواب ان کو ملے گا یا نہیں؟ عبداللہ بن جدعان مکہ کا ایک نیک مزاج اور رحم دل مشرک تھا۔ اسلام سے پہلے قریش کی باہمی خونریزی کے انسداد کے لئے اس نے تمام رؤسائے قریش کو مجتمع کر کے ایک صلح کی مجلس قائم کی تھی، جس میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک

---

[1] مسند عائشہ صفحہ ۷۷
[2] ایضاً صفحہ ۱۵۹
[3] صحیح بخاری کتاب العلم
[4] ایضاً ص ۲۱
[5] صحیح بخاری ص ۲۱ کتاب العلم
[6] مسند احمد ص ۳۵
[7] مسند ص ۱۱۰
[8] صحیح بخاری ص ۹۶۶ باب کیف الحشر
[9] مسند عائشہؓ ص ۹۳

(بقیہ ص ۶ پر)

ہے۔ ارشاد ہوا کہ اس کی خموشی ہی اس کی اجازت ہے۔[۱]

اسلام میں پڑوسیوں کے بڑے حقوق ہیں اور اس ادائے حق کا سب سے زیادہ موقع عورتوں کو ہاتھ آتا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ دو پڑوسی ہوں تو کس کو ترجیح دی جائے چنانچہ حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ یہ سوال پیش کیا، جواب ملا کہ "جس کا دروازہ تمہارے گھر سے زیادہ قریب ہو"۔[۲]

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے رضاعی چچا ان سے ملنے آئے۔ انہوں نے انکار کیا کہ اگر میں نے دودھ پیا ہے تو عورت کا پیا ہے، عورت کے دیور سے مجھ سے کیا تعلق؟ آپ جب تشریف لائے تو دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ "وہ تمہارا چچا ہے تم اس کو اندر بلالو"۔[۳]

والذین یؤتون ما اتو وقلوبھم وجلة انھم الی ربھم راجعون (مومنون ۶۰)

(اور وہ لوگ جو کام کرتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کو اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جانا ہے)

حضرت عائشہؓ کو شک تھا کہ جو چور ہے، بدکار ہے، شرابی ہے، لیکن خدا سے ڈرتا ہے، کیا وہ اس سے مراد ہے، آپ نے فرمایا۔ "نہیں عائشہؓ! اس سے وہ مراد ہے جو نمازی ہے روزہ دار ہے اور پھر خدا سے ڈرتا ہے"۔[۴]

ایک دفعہ آپ نے فرمایا جو خدا کی ملاقات پسند کرتا ہے خدا بھی اس کی ملاقات پسند کرتا ہے اور جو اس کی ملاقات کو ناگوار سمجھتا ہے۔ اس کو بھی اس سے ملنا ناگوار ہوتا ہے۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے موت کو کوئی پسند نہیں کرتا ہے؟ فرمایا اس کا یہ مطلب نہیں، مطلب یہ ہے کہ مومن جب اللہ تعالیٰ کی رحمت، خوشنودی اور جنت کا حال سنتا ہے تو اس کا دل خدا کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ خدا بھی اس کے آنے کا مشتاق رہتا ہے اور کافر جب خدا کے عذاب اور ناراضی کے واقعات کو سنتا ہے، تو اس کو خدا کے سامنے سے نفرت ہوتی ہے۔ خدا بھی اس سے نفرت رکھتا ہے"۔[۵]

اسی طرح حضرت عائشہؓ کے بیسیوں سوالات اور مباحث احادیث میں مذکور ہیں جو درحقیقت ان کے روزانہ تعلیم کے مختلف اسباق ہیں۔

ان موقعوں پر بھی جہاں بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برہمی اور آزردگی کا اندیشہ ہو سکتا تھا، وہ سوال اور بحث سے باز نہیں آتی تھیں اور درحقیقت خود آپ بھی اس کو برا نہیں مانتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے کسی بات پر آزردہ ہو کر ایلاء کر لیا تھا۔ یعنی عہد فرمایا تھا کہ ایک مہینہ تک ازواج مطہراتؓ کے پاس نہ جائیں گے۔ چنانچہ ۲۹ دن تک آپؐ یکم کو یعنی تیسویں دن بالاخانہ سے اتر کر حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے۔ یہ ایسا موقع تھا کہ جس کی خوشی میں حضرت عائشہؓ کو سب کچھ بھول جانا چاہیئے تھا اور پھر اس واقعہ پر نکتہ چینی بظاہر آپؐ کو دوبارہ آزردہ کرنا تھا۔ لیکن مزاج شناسِ نبوت ان سب پر خود نقش شریعت کی گرہ کشائی مقدم سمجھتی تھی، عرض کی یارسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا ایک ماہ تک ہمارے حجروں میں نہ آئیں گے۔ آپ ایک دن پہلے کیونکر تشریف لائے۔ فرمایا "عائشہ مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے"۔[۶]

ایک مرتبہ ایک شخص نے خدمت نبویؐ میں حاضر ہونا چاہا، آپ نے فرمایا آنے دو، وہ اپنے خاندان میں بُرا ہے۔ جب وہ آکر بیٹھا تو آپ نے اس سے نہایت توجہ اور لطف و محبت سے باتیں فرمائیں۔ حضرت عائشہؓ کو تعجب ہوا، جب وہ اٹھ کر چلا تو عرض کی یارسول اللہ آپ تو اس کو اچھا نہیں جانتے تھے، لیکن جب وہ آیا تو آپ نے اس لطف و محبت کے ساتھ گفتگو فرمادی، ارشاد ہوا کہ "عائشہؓ بدترین آدمی وہ ہے جس کی بداخلاقی سے ڈر کر لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں"۔[۷]

بادیہ عرب کے اجڈ بدوی اور دیہاتی چونکہ بداحتیاط اور شرائع اسلام سے ان کو پوری آگاہی نہ تھی، اس لئے آپؐ ان

۱۔ صحیح مسلم باب النکاح ۲۔ مسند احمد ص ۱۷۵ ۳۔ صحیح بخاری ص ۹۰۹ باب تربت یمینک
۴۔ ترمذی و ابن ماجہ و مسند ص ۱۵۹ ۵۔ جامع ترمذی کتاب الجنائز ۶۔ صحیح بخاری باب الغرفہ ص ۳۳۵ ۷۔ صحیح بخاری باب الغیبۃ

کی چیز کھانے سے احتراز فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ام سنبلہ نام ایک گاؤں کی عورت آپ کے پاس تحفۃً دودھ لائی، آپ نے پی لیا، حضرت ابوبکرؓ ساتھ تھے انہوں نے بھی پیا، حضرت عائشہؓ نے عرض کی، یارسول اللہ! آپؐ ان کی چیز کھانا پسند نہیں فرماتے تھے۔ فرمایا کہ عائشہؓ! یہ وہ لوگ نہیں ہیں، ان کو تو جب بلایا جاتا ہے۔ آتے ہیں[۱] یعنی اسی سبب سے ان کو شریعت کے احکام معلوم ہیں۔

ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔ "اعتدال کے ساتھ کام کرو، لوگوں کو اپنے نزدیک کرو، اور خوشخبری سناؤ کہ لوگوں کا عمل ان کو جنت میں نہ لے جائے گا (بلکہ رحمت الہیٰ) حضرت عائشہؓ کو یہ آخری بات عجیب معلوم ہوئی، سمجھیں کہ جو لوگ معصوم ہیں وہ تو اس سے مستثنیٰ ہوں گے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپؐ کو بھی نہیں! فرمایا نہیں لیکن یہ کہ خدا اپنی مغفرت اور رحمت سے مجھے ڈھانک لے[۲]

ایک دفعہ نماز تہجد کے بعد بے وتر پڑھے آپ نے سونا چاہا، عرض کی یارسول اللہ! آپ وتر پڑھے بغیر سوتے ہیں، ارشاد ہوا۔ عائشہؓ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا[۳]۔ بظاہر حضرت عائشہؓ کا یہ سوال گستاخی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اگر وہ یہ نسائیانہ جرأت نہ کرتیں تو آج امت محمدیہ نبوت کی حقیقت سے ناآشنا رہتی۔

ان سوالات اور مباحث کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی حضرت عائشہؓ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک حرکت کی نگرانی کرتے اور جہاں لغزش نظر آتی، ہدایت و تعلیم فرماتے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند یہودی آئے اور بجائے السلام علیک کے (تم پر سلامتی ہو) زبان دبا کر السام علیک (تم کو موت آئے) کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں صرف وعلیکم (اور تم پر) فرمایا، حضرت عائشہؓ سن رہی تھیں، وہ ضبط نہ کر سکیں، بولیں، علیکم السام واللعنۃ (تم پر موت اور لعنت) آپ نے فرمایا۔ عائشہؓ نرمی چاہیئے۔ خدائے عزوجل ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے[۴]

ایک دفعہ کسی نے حضرت عائشہؓ کی کوئی چیز چرائی، زنانہ رسم کے مطابق انہوں نے اس کو بددعا دی ارشاد ہوا لا تسبخی عنہ یعنی بددعا دے کر اپنا ثواب اور اس کا گناہ کم نہ کرو[۵]۔ ایک بار وہ سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک اونٹ پر سوار تھیں، اونٹ کچھ تیزی کرنے لگا، عام عورتوں کی طرح ان کی زبان سے بھی فقرہ لعنت نکل گیا، آپ نے حکم دیا کہ اونٹ کو واپس کر دو، ملعون چیز ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی[۶] یہ گویا تعلیم تھی کہ جانور تک کو برا نہیں کہنا چاہیئے۔

عام طور سے لوگ اور خصوصاً عورتیں معمولی گناہوں کی پرواہ نہیں کرتیں، آپ نے حضرت عائشہؓ کی طرف خطاب کر کے فرمایا "یاعائشہ ایاک ومحقرات الذنوب، عائشہؓ معمولی گناہوں سے بھی بچا کرو، خدا کے ہاں ان کی بھی پرسش ہوگی[۷] ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی عورت کا حال بیان کر رہی تھیں، اثنائے گفتگو میں بولیں کہ وہ پست قد ہے۔ آپ نے فوراً ٹوکا کہ عائشہؓ یہ بھی غیبت ہے"[۸]

حضرت صفیہؓ کسی قدر پست قد تھیں، ایک دن انہوں نے کہا "یارسول اللہ! بس کیجئے صفیہ تو اتنی ہیں"۔ آپ نے فرمایا "تم نے ایسی بات کہی کہ اگر سمندر کے پانی میں بھی ملاؤ تو ملا سکتی ہو۔ یعنی یہ غیبت ایسی تلخ بات ہے کہ سمندر کے پانی میں ملا دی جائے تو کل پانی بدمزہ ہو جائے"۔ عرض کی یارسول اللہ! میں نے تو ایک شخص کی نسبت واقعہ بیان کیا، فرمایا کہ اگر مجھ کو اتنا اور اتنا بھی دیا جائے تو بھی یہ بیان نہ کروں[۹] یعنی مجھ کو کسی قدر بھی لالچ دلائی جائے تو میں ایسی بات کسی کے متعلق نہ کہوں۔

ایک دفعہ کسی سائل نے سوال کیا، حضرت عائشہؓ نے اشارہ کیا، تو لونڈی ذرا سی چیز لے کر دینے چلی، آپ نے

---

[۱] مسند عائشہ ص ۱۳۳ [۲] صحیح بخاری باب القصد والمداومۃ علی العمل [۳] صحیح بخاری باب فضل من قام رمضان [۴] صحیح بخاری ص ۸۹۰ باب الرفق فی الامر کلہ [۵] مسند ص ۴۵ [۶] ایضاً ص ۷۲ [۷] ایضاً ص ۷۰ [۸] ایضاً ص ۲۰۶ [۹] ایضاً ص ۷۰

فرمایا۔ "عائشہ گن گن کر نہ دیا کرو، ورنہ خدا تم کو بھی گن گن کر دے گا"۔ دوسرے موقع پر فرمایا۔ "عائشہؓ! چھوہارے کا ایک ٹکڑا بھی ہو تو وہی سائل کو دے کر آتش جہنم سے بچو، اسے بھوکا کھائے گا تو کچھ تو ہوگا اور پیٹ بھرے گا، اس سے کیا بھلا ہوگا"۔

ایک موقع پر آپ نے یہ دعا مانگی۔ "خداوندا! مجھے مسکین زندہ رکھ اور حالت مسکینی ہی میں موت دے اور مسکینوں ہی کے ساتھ قیامت میں اٹھا"۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کی کہ یہ کیوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسکین دولت مندوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے، اے عائشہؓ کسی مسکین کو بے نیلِ مرام واپس نہ کرنا، گو چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو، مسکینوں سے محبت رکھو اور ان کو اپنے پاس جگہ دیا کرو"۔

ان مختلف اخلاقی نصائح کے علاوہ، نماز، دعا اور دینیات کی اکثر باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سکھایا کرتے تھے، وہ نہایت شوق سے ان کو سیکھا کرتی تھیں اور ہر ایک حکم کی شدت کے ساتھ پابندی کرتی تھیں۔ (جامع ترمذی ابواب الزہد)

جنگ جمل اور حوأب کے کتے؟

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خونِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ لیکر اٹھیں جس کا انہیں شرعاً حق تھا کہ وہ مجتہدۂ مطلقہ تھیں اور ان کا علم تمام صحابہ سے زیادہ تھا اور اس مطالبہ سے ان کا مقصد اصلاحِ امت اور اجماعِ امت تھا۔ آپ کے اس اقدام کو نام نہاد سنی اور برخود غلط زعم میں مبتلیٰ محققین غلط کہتے ہیں اور طرح طرح کی عجمی کہانیوں کو پیش کرتے ہیں اور ایسا کرتے کہتے اور لکھتے ہوئے نہ جانے وہ اپنی کس حس کو تسکین دیتے ہیں حالانکہ اہل سنت والجماعت کا یہ متفقہ اصول ہے کہ مجتہد کے اجتہاد پر غیر مجتہد رائے زنی نہیں کر سکتا! پھر خصوصاً سیدہ کائنات کے اس اقدام پر جبکہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حادثہ جمل کے بعد اپنے ایک خطبہ میں حکم دیتے ہیں۔

ایھا الناس امسکوا عن ھولاء القوم ایدیکم والسنتکم (البدایہ والنہایہ ج۷، ص ۲۳۹، ۲۴۰)

اے لوگو! اس قوم (شیعان عائشہؓ) کے بارے میں اپنے ہاتھوں اور زبانوں کو روکو!

لیکن صاحب کیا مجال ہے جو ان لوگوں کو کچھ بھی حیاء کا پاس ہو! حوأب کے کتے تو سیدہ عائشہ پر ہرگز نہیں بھونکے مگر عجمی و اشتری کتے بھونکنے سے اب تک باز نہیں آ رہے درج ذیل اصلاح و فلاح کیلئے ادارہ جناب شاہ بلیغ الدین کا بے حد ممنون و مشکور ہے کہ انہوں نے اپنی کاوش جلیل کو نقیب کے صفحات کی زینت بنانے کیلئے منتخب فرمایا۔ (ادارہ)

مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کے مضمون عورت بحیثیت حکمران میں ایک ذیلی عنوان وہ ہے جو واقعہ جمل سے متعلق ہے۔ ریکارڈ درست رکھنے کیلئے میں دو باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

نکتہ نمبر ۱:۔ "جمل کے موقع پر نکلنے والی ام المومنین بے انتہا نادم ہوئیں، یہاں تک کہ اس ندامت کی بناء پر روضہ رسول

۱؎ ابوداؤد کتاب الادب

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تدفین کو بھی پسند نہیں فرمایا"۔ ۱؎

واقعہ جمل ۳۶ھ کا ہے۔ ۲۳ھ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی اور حضرت عائشہؓ نے روضہ رسول اکرم کی وہ جگہ جو اپنے لئے مخصوص فرمائی تھی۔ حضرت عمر کی درخواست پر تدفین کیلئے انہیں عنایت فرمائی۔

الف:- پندرہ سال پہلے جو مسئلہ طے ہو گیا تھا اسے ۳۶ھ کے ندامت کے واقعہ سے ملانا جعلی راویوں کا کمال ہے۔ مفتی صاحب سے یہاں سہو ہوا تاریخ کو مسخ کرنیوالوں کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے۔

ب:- ام المومنین کو نادم ہونے کی کیا وجہ تھی؟ مفتی صاحب بار بار خود یہ لکھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے دو متحارب گروہوں میں اتحاد کرانے نکلی تھیں۔ یہ مشن ہر طرح اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق تھا اور کارِ ثواب کے سوا کچھ نہیں۔ مفتی صاحب نے ایک جگہ اسی ذیلی سرخی میں لکھا ہے کہ:

نکتہ نمبر ۲: "ایک جگہ پڑاؤ ڈالا گیا۔ رات کے وقت وہاں کتے بھونکنے لگے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا یہ کون سی جگہ ہے؟ بتایا گیا! حوأب ہے۔ حضرت عائشہؓ چونک اٹھیں انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے خطاب کرتے ہوئے ایک دن فرمایا تھا۔ تم میں سے ایک کا اس وقت کیا حال ہوگا جب اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے"۔

الف:- یہ جگہ حوأب نہیں تھی۔ روایت گھڑنے والوں نے کوئی حوالہ نہیں دیا کہ کسی صحابی نے فرمایا ہو یا کسی شریک واقعہ نے کہ یہ جگہ حوأب تھی جب کہ طبری نے جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن زبیر کا نام دیا ہے جن کے الفاظ ہیں۔ "جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ حوأب کا چشمہ ہے یہ جھوٹ ہے"۔ تاریخ طبری خلافت حضرت علیؓ صفحہ ۱۱۰ مطبوعہ نفیس اکیڈیمی کراچی۔

(ب) حوأب میں کتے بھونکنے کا واقعہ ام زمل سلمیٰ کا ہے جو حضرت عائشہؓ کے پاس چند دن لونڈی کی حیثیت سے رہی۔ انہوں نے کمال مہربانی سے اسے آزاد کر دیا۔ وہ مرتد ہو گئی۔ حضرت خالد بن ولید نے جن مرتدین کا یکے بعد دیگرے مقابلہ کیا ان میں ایک جگہ یہ لڑنے نکلی۔ یہ اونٹ پر سوار میدانِ جنگ میں آئی اور شدید لڑائی کے بعد ماری گئی۔

طبری نے لکھا ہے "ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہؓ کے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ تم میں سے ایک

قرب قیامتؒ میں بہ حکم خداوندی، مطابق بشارتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، مسیح مقدس سیدنا عیسیٰ علیہما السلام چوتھے آسمان سے زمین پر اتر کر چند برس دنیا میں قیام پذیر رہیں گے۔ اور اپنے فرائض مفوضہ سرانجام دیکر مدینہ طیبہ میں وفات پائیں گے اور حجرۂ مبارکہ میں (ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس جگہ بیٹھ کر گھر کے کام کاج کرتی تھیں اور وہ کمرہ عہد نبوی سے حضرت مسیح علیہ السلام کیلئے خالی رکھا گیا ہے۔ اہل اسلام کے ہاتھوں بہ امن وامان دفن ہوں گے۔

واضح رہے کہ اس خالی جگہ میں خود حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے بعد دفن ہونے کی اجازت مانگی تو آپ نے اس جگہ کا دفنِ مسیح کے وقت تک بطور امانت محفوظ رہنے اور کسی اور کو اجازت نہ دے سکنے کی............ان الفاظ میں تصریح فرمائی کہ:

وانی لی بذالک؟ من موضع ما فیه الا موضع قبری و قبر ابی بکر و عمر و عیسی بن مریم!

بھلا میرے پاس کسی کو اس جگہ دفن ہونے کی اجازت دینے کی گنجائش کہاں ہو سکتی ہے کہ جہاں صرف میرے مزار اور ابوبکر و عمر اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام (والرضوان) کی قبروں کیلئے جگہ مخصوص ہو چکی ہے۔ (کنز العمال جلد نمبر ۷، ص ۲۲۸)

سیرۃ خلفاء اسلام ص ۸۷، ۸۸۔ مرتبہ: (جانشین امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ) اشاعتِ فروری ۱۹۶۵ء، مکتبہ احرار الاسلام، ملتان۔

حواَب کے کتوں کو بھونکائے گی۔ سلمیٰ نے مرتد ہونے کے بعد رسول اللہ کی اس بات کو پورا کیا"۔ تاریخ طبری جلد اول حصہ چہارم مطبوعہ جامعہ عثمانیہ ۱۹۴۱ء صفحہ نمبر ۵۵۔ حوالہ نمبر ۲: ابن خلدون حصہ اول رسول اور خلفاء رسول صفحہ نمبر ۴۴۰ مطبوعہ نفیس اکیڈیمی کراچی۔

ج:۔ ام زمل سلمیٰ بنت مالک کا واقعہ ۱۲ ہجری دور صدیق اکبرؓ کا ہے۔ واقعہ جمل حضرت علیؓ کے دور خلافت کا سانحہ ہے جو ۳۶ھ میں پیش آیا جو بیس برس پہلے کے ایک واقعہ کو تاریخ مسخ کرنیوالوں نے حضرت عائشہؓ کی کردار کشی کیلئے استعمال کیا۔ منافقین کی ان غلط روایتوں کو دہرا کر ہم ام المومنین کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

طوالت سے بچنے کیلئے یہاں صرف طبری کے دو حوالے دیئے گئے ہیں۔ تاریخ کو مسخ کرنے کا انداز دیکھئے کہ ۱۲ ہجری میں کتے بھونکنے کے واقعہ کو جو ام زمل سلمیٰ بنت مالک پر گزرا، ابن جریر طبری کا اپنا لکھا ہوا ہے اسی کو اس نے کمال چابکدستی سے ۳۶ھ میں واقعہ جمل سے ملا کر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر کیچڑ اچھالنے کی ناپاک کوشش کی۔ یہ مثل مشہور ہے کہ جھوٹے کا حافظہ ہمیشہ کمزور ہوتا ہے اور بغض آدمی کو اندھا کر دیتا ہے۔

حضرت عائشہؓ کی شخصیت تو اتنی عظیم ہے کہ اللہ اور رسول کے کسی ارشاد کے خلاف ان کے کسی عمل کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ امام بخاری اپنی تاریخ صغیر میں لکھتے ہیں کہ جس طرح مردوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے ہیں اسی طرح عورتوں میں مریم، سارا اور حوا پر بھی حضرت عائشہ کو برتری حاصل ہے۔

عورت کے سربراہ مملکت بننے یا نہ بننے کا مسئلہ دوسرا ہے البتہ مفتی صاحب نے یہ درست لکھا ہے کہ واقعہ جمل کے وقت ام المومنین سربراہ مملکت بننے کے خیال سے نہیں نکلی تھیں نہ بعد میں انہوں نے ایسا کوئی اظہارِ خیال فرمایا، سورہ احزاب کی تلاوت کر کے رونے والی بات جعلی روایتوں کا نتیجہ ہے۔

خصوصیات عائشہؓ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعدل الناس تھے آپ نے اپنی ازواج طاہرات و طیبات کو ایک ایک دن دے رکھا تھا اور سارا دن انہیں کے پاس گزارتے تھے مگر سیدہ عائشہ کی خوش نصیبی ملاحظہ ہو کہ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دن بھی سیدہ عائشہ کو ھبہ کر دیا یوں سیدہ عائشہ کے ہاں آپؐ دو دن[1] قیام فرمایا کرتے تھے۔ حضور[2] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات انہی دنوں میں سے ایک میں حجرہ عائشہ میں ہوئی دراں حالیکہ آپ سیدہ کا آسرا لئے ہوئے تھے۔ سیدہ[3] طاہرہ طیبہ رضی اللہ عنہا نے آخر وقت مسواک چبا کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور یوں اللہ نے نبی کے دہنِ مبارک میں سیدہ کا لعاب دہن جمع کر دیا۔ لعاب[4] دہنِ رسول و عائشہ کا جمع ہونا دنیا کی آخری گھڑی اور آخرت کے پہلے لمحہ میں وقوع پذیر ہوا۔ سید[5] کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ کائنات کے گھر میں دفن ہوئے۔ مجھے اس بات سے[6] بہت سکون ہوا کہ میں نے عائشہ کی ہتھیلی کی سفیدی جنت میں دیکھی۔ سیدہ[7] عائشہ حضور علیہ السلام کی تمام بیویوں سے زیادہ عالمہ تھیں۔ آپ[8] علی الاطلاق تمام کائنات کی مومنہ خواتین سے بڑی عالمہ تھیں۔ عطاء[9] ابن رباح کہتے ہیں سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ طیبہ تمام انسانوں سے زیادہ فقیہہ تھیں تمام انسانوں سے زیادہ علم رکھتی تھیں آپ کی رائے اجتماعی امور میں سب سے بہتر ہوتی تھی۔ ابو موسیٰ[10] اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ہم اصحاب محمدؐ پر جب بھی کبھی حدیث کے بارے میں کوئی مشکل پیش آتی تو ہم نے اس کا علم سیدہ کے پاس پایا۔ سیدہ[11] عائشہ صدیقہ طاہرہ طیبہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت مریمؑ بنت عمران خدیجہؓ بنت خویلد اور آسیہؑ امراۃ فرعون پر اس طرح ہے جس طرح کھانوں میں (عربوں کے ہاں) ثرید کی فضیلت ہے فضائل و خصوصیات میں

کتابیں بھری پڑی ہیں اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے[1]

آپ کی وفات حسرت آیات

سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا کی وفات ۶۷ سڑسٹھ برس کی عمر میں منگل کی رات ۱۷ سترا رمضان المبارک ۵۷ھ میں ہوئی۔ آپ طبعی موت سے دوچار ہوئیں کوئی غیر طبعی حادثہ آپ کو پیش نہیں آیا اس سلسلہ کی تمام روایات حوزہ "چلمیہ" قم کے گٹر کی عفونت پر مشتمل ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ سیدنا ابوہریرہ نے وتروں کی جماعت کے بعد پڑھائی۔

آپ کی تدفین

آپ کے دو بھانجے عبداللہ ابن زبیر اور عروہ ابن زبیر دو بھتیجے قاسم و عبداللہ محمد ابن ابوبکر کے بیٹے اور تیسرے بھتیجے عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم شریک ہوئے ان عظیم فرزندوں نے اپنی اور اہل ایمان کی مادر مہربان اور امانت کبریٰ کو تراب کے پردوں میں مستور کر دیا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸، ص ۹۴)

طلوع سحر

جانشینِ امیر شریعت سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری مدظلہ کی گذشتہ پچیس برسوں میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت ازواج و اصحابِ رسول علیہم الرضوان کے موضوع پر ہونے والی تقاریر کی جلد اوّل طلوعِ سحر کے نام سے معاویہ پبلیکیشنز کے زیرِ اہتمام شائع ہو گئی ہے، خوبصورت ٹائیٹل اور کمپیوٹر کتابت سے مزین۔ ۵۲۸ صفحات سیرت و تاریخ کے اہم موضوعات پر سیر حاصل خط علماء، طلباء اور عامۃ الناس کے لئے یکساں افادیت کی حامل ایک بیش قیمت دینی پیش کش۔

قیمت: ۱۸۰ روپے

رابطہ کے لیے:
معاویہ پبلیکیشنز، ۲۳۲ کوٹ تغلق شاہ ملتان۔
بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

[1] البدایہ والنہایہ ج ۸، ص ۹۲-۹۳